جلد ۴۵/۱۰ — ۱۱ ہجرت ۱۳۳۵ ہش ۱۱ مئی سنہ ۱۹۵۶ء — نمبر ۱۱۰

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

مری ۸ مئی (بذریعہ ڈاک) مکرم پرائیویٹ سکرٹری صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ حضور ایدہ اللہ کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے الحمد للہ۔ احباب التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ ۱۰ مئی۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی طبیعت تین چار دن سے ناساز ہے۔ احباب کرام صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کریں۔

ربوہ میں اجتماعی دعا ربوہ ۱۰ مئی۔ کل مورخہ ۱۱ مئی جمعۃ المبارک کے روز ۵ بجے شام درس القرآن کے اختتام پر اجتماعی دعا امیر مقامی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی اقتدا میں ہوگی۔ دعا سے قبل حضرت میاں صاحب موصوف آخری دو سورتوں کا درس فرمائیں گے۔ احباب نماز عصر مسجد مبارک میں ادا کریں اور دعا میں شمولیت فرمائیں۔

حقیقی خوشی اور حقیقی سپاس گزاری

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"خدا تعالیٰ کی رضامندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے، حاصل نہیں ہو سکتی جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جاویں۔ خدا ٹھگا نہیں جا سکتا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو رضائے الٰہی کے حصول کے لئے تکلیف کی پرواہ نہ کریں۔ کیونکہ ابدی خوشی اور دائمی آرام کی روشنی اس عارضی تکلیف کے بعد مومن کو ملتی ہے — تمہارا اصل شکر تقویٰ اور طہارت ہی ہے مسلمان (ہونے کے متعلق) پوچھنے پر الحمد للہ کہہ دینا سچا سپاس اور شکر نہیں ہے۔ اگر تم نے حقیقی سپاس گزاری یعنی طہارت اور تقویٰ کی راہیں اختیار کر لیں۔ تو میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم سرحد پر کھڑے ہو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا۔" (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

روحانی لذت

"روحانی لذت تو ایک باریک اور عمیق راز ہے جس پر اگر کسی کو اطلاع مل جائے اور ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی جس کو یہ سرور اور ذوق حاصل ہو جائے تو وہ اسی سے سرشار اور مست ہو سکتا ہے۔"

تقریر جلسہ سالانہ ۱۸۹۹ء

ادارۂ الفضل کی طرف سے قارئین کرام کی خدمت میں

عید مبارک

ہماری عید

دعا ہائے مسیحائے زماں سے — نزولِ روح ہے پھر آسماں سے

بجا ہے نعرۂ الارض للہ — گزر جا لذتِ کام و زباں سے

خدا کے سامنے گر جا زمیں پر — وگرنہ فائدہ اونچی اذاں سے؟

خدا کی سلطنت دل میں ہے ناداں — خدا کا حکم نافذ ہے جہاں سے

ہماری عید وابستہ ہے تنویر — اسی کی اک نگاہِ مہرباں سے

مجھے مردوں سے زندہ کر کے جس نے — نوازا ہے حیاتِ جاوداں سے

خوشی کا مدار

"یاد رکھو کہ حقیقی راحت اور لذت دنیادار کے حصہ میں نہیں آئی یہ مت سمجھو کہ مال کی کثرت عمدہ لباس اور کھانے کسی خوشی کا باعث ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں بلکہ اس کا مدار ہی تقوےٰ پر ہے۔"

(ملفوظات ص ۲۰۳)

روزنامہ — الفضل — ربوہ
— ۱۱ مئی ۱۹۵۶ء —

عید — وادخلی جنتی (قولہ تعالیٰ)

اگرچہ ایک مومن کے لئے ہر روز روزِ عید اور ہر شب شبِ برات ہے۔ کیونکہ مومن وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اپنی زندگی بسر کرے اور ہر کام میں اسی کی مرضی کو پیش نظر رکھے جس کو دوسرے لفظ میں ہم عبادت کہتے ہیں۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

یعنے ہم نے جن و انس کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس طرح حقیقی مومن وہی ہو سکتا ہے جو عبادت میں خوشی محسوس کرے۔ اور یہی مومن کی عید ہے۔ لیکن ہمارے لئے دو دن خاص طور پر مسرت کے دن مقرر کئے گئے ہیں۔

یہ کوئی خیالی بات نہیں بلکہ آپ دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کو جو دو عیدیں دی گئی ہیں (۱) عید الفطر اور (۲) عید الاضحیہ دونوں کا تعلق اسلام کے دو بڑے رکنوں سے ہے۔ عید الفطر کا تعلق ماہ صیام سے اور عید الاضحیہ کا تعلق فریضہ حج سے ہے۔ یہ دونوں اسلام کے عظیم پانچ فرائض میں سے ہیں۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ عبادت کی انتہا ہی دراصل عید ہے۔ جب ہم اسلام کے ان دو فرائض کو ادا کرتے ہیں۔ تو ہماری عیدیں مقرر ہوتی ہیں۔ یعنے ہمیں انتہائے مسرت کے دو مکمل دن دیئے جاتے ہیں۔

پھر یہ دو دن کیا ہیں؟ عبادت کے ہی دن ہیں۔ عبادت کی انتہائے مسرت کا اظہار بھی مزید عبادت سے ہی ہو سکتا ہے۔ عید الفطر کی صبح سے پہلے انفاق کی عبادت ادا کرتے ہیں فطرانہ دیتے ہیں۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کے دوسرے بندے بھی اللہ کی نعمتیں پا کر اس کے شکر گزار ہوں۔ اور پاک و منزہ ہو کر عید گاہ میں صلوٰۃ عید ادا کرنے کے لئے حاضر ہوں اونچی آواز سے تکبیریں کہہ کہہ کر اپنی مسرت کا اظہار کریں۔ اور ایک دوسرے کو انتہائے مسرت سے گلے لپٹائیں۔ اور باہم مبارکباد کہیں اور خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے خاص عبادتوں کا مہینہ بخیر و خوبی گزار دیا۔ اور اس کے صلہ میں یہ مسرت اور خوشی کا دن عطا فرمایا۔ اور کلوا واشربوا ما شئتم من الطیبات کا اذن عام دیا کہ آج سے رزق حلال میں سے گیارہ ماہ تک دن کو بھی جو چاہو کھاؤ پیو اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ اور اس کا قرب زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ عبادت کرو۔

واعبد ربک حتی یاتیک الیقین

عید الاضحیہ بھی عید الفطر کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مدارج سمجھے جائیں عبادت کا ہی دن ہے۔ زیادہ سے زیادہ عبادت کا دن مومن کو انتہائے مسرت کا دن۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہوتا ہے۔

انا اعطینک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک ھو الابتر

یعنے ہم نے تمہیں کوثر عطا کیا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک جاؤ اور قربانیاں دو یقیناً تمہارا دشمن ہی ابتر ہے۔

پھر فرماتا ہے قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین

یعنے اے پیغمبر کہو تحقیق میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام عالموں کا پروردگار ہے۔

یہ تمام عبادتیں کس لئے ہیں؟ یہ دراصل تیاریاں ہیں اس عظیم الشان مقصد زندگی کو اس مقام محمود کو اس عظیم الشان عید کو حاصل کرنے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے اپنی رحمت کے سایوں میں بنائی ہے۔ وہ عید وہ جنت وہ فردوس جسکو یہ انسان حاصل کرتا ہے جو اپنا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا سونا جاگنا کھانا پینا۔ الغرض اپنا ہر عمل اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کر دیتا ہے بیچ دیتا ہے۔ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رءوف بالعباد یعنے ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنی جان اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے بیچتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ وہ بھی اپنے بندوں کے ساتھ نہایت رحم و کرم کا سلوک کرتا ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ عید الفطر اسی کی عید ہے جس نے ماہ صیام میں اللہ تعالیٰ کا زیادہ سے زیادہ قرب حاصل کرنے کی کوشش میں گزارا۔ یعنے دن کو مکمل شرائط کے ساتھ روزے رکھے اور راتوں کو اس کی یاد میں بسر کیا۔ کیونکہ یہی چیز ہے۔ جو ایک مومن کو اس کی حقیقی منزل مقصود سے قریب سے قریب تر کرنے والی ہے۔ یعنی وہ منزل مقصود جب اللہ تعالیٰ خود اسکو پکارتا ہے۔ کہ

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی

عیدین اسی جنت کے مزے ہیں جو ہمیں اس دنیا میں بھی چکھائے جاتے ہیں۔

مسلمانان عالم کی خدمت میں عید کا تحفہ

اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں حصہ لینے کی دعوت

(از مکرم مولوی عبد الکریم خان صاحب شاہد کاٹھگڑھی مبلغ سلسلہ)

عید الفطر کی تقریب پر ہم دنیا کے تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ یہ عید اسلام کے لئے اور مسلمانان عالم کے لئے ہر لحاظ سے مبارک بنائے۔ آمین۔

ایسے مواقع پر طبعی تقاضا کے ماتحت عزیز رشتہ دار اور دوست آپس میں تحفے تحائف بھیجتے ہیں اور اپنے جذبۂ محبت و الفت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس فطرتی جذبہ، اسلامی اخوت اور مقدس تعلیم نبوی کے ماتحت ہم بھی اس بابرکت تقریب پر کرۂ ارض کے تمام بھائیوں کی خدمت میں ایک تحفہ پیش کرتے ہیں اور بجائے چند لوگوں اور اقربا تک محدود رکھنے کے ساری مسلم برادری کو ہی شریک محبت کرتے ہیں۔

سوائے برادران اسلام وہ تحفہ کیا ہے۔ وہ دعوت ہے اس بات کی کہ آؤ اس زمانہ کے امام اور سیدنا حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام اور آپ کے روحانی فرزند حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی فوج میں شامل ہو کر اسلام کی صداقت اور قرآنی نور کو دنیا کے ہر گوشہ اور ملک میں پہنچائیں۔

بھائیو! یہ ہے ہماری حقیقی عید — مادیت اصل چیز نہیں۔ وہ تو عارضی اور ناپائیدار ہے۔ اصل اور حقیقی منتہائے مقصود روحانیت اور عرفان خداوندی ہی ہونا چاہیئے۔ جو صرف اور صرف اب اسلام ایسے بابرکت مذہب میں ہی مل سکتا ہے۔ سو اس روحانی تحفہ اور آفتاب ہدایت کو جب ہم اکناف و اطراف عالم میں پہنچا دیں گے اور خدا تعالیٰ کی برگشتہ لاتعداد مخلوق کو سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کر دیں گے۔ اس وقت ہی ہماری حقیقی عید ہو گی۔ بے شک عید الفطر بھی ایک عید ہے لیکن اسلام کی عظیم الشان فتح - اس کا ادیانِ عالم پر غلبہ وہ عید ہے جو زبردست عظمت و شان اور کبھی بھی نہ مٹنے والی تاثیر اور تابندہ نور اپنے اندر رکھتی ہے - بہرحال چھوٹی چیز سے بڑی چیز کی طرف جانا چاہیئے۔ پس آؤ! یہ عید تو ہو چکی اس سے بڑی عید کو بھی جلد قریب لانے کی کوشش کریں۔

شاید کوئی یہ سوال کرے کہ یہ تو صحیح ہے کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ ہی حقیقی عید ہے۔ لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ اس مقصد کی خاطر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کیا جائے۔ کیا ان سے الگ رہ کر یہ غرض پوری نہیں ہو سکتی؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یاد رکھنا چاہیئے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں بشارتوں اور فرمودہ علامات کے عین مطابق اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا (ابوداؤد) کہ اللہ تعالیٰ میرے بعد اس امت کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا بلکہ ہر صدی کے سر پر اس امت کی اصلاح کے لئے مجددین کو بھیجتا رہے گا جو کہ دین اسلام کو ازسر نو زندہ کریں گے اور اس کی تبلیغ و اشاعت کریں گے - تو جس طرح گزشتہ تیرہ ۱۳ صدیوں میں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان پیشگوئی کے مطابق مجددین اور مصلحین آتے رہے۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس مشہور حدیث نیز دوسری متعدد پیشگوئیوں کے مطابق خدا تعالیٰ نے چودھویں صدی کے سر پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو چودھویں صدی کا مجدد اور مہدی معہود اور مسیح محمدی بنا کر بھیجا۔ تا اوّل وہ امت محمدیہ کے اندرونی اختلافات کا فیصلہ کریں۔ دوسرے اسلام کی صداقت کو تمام مذاہب پر غالب کر دکھائیں۔ تیسرے اپنے پیشوا اور آقا سیدنا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کے خلاف دشمنانِ اسلام کے گندے اور ناپاک اعتراضات اور الزامات کے دندان شکن اور تسلی بخش جواب دیتے ہوئے اپنے آقا کے چمکتے ہوئے پاک اور رُخ فرخ کو دنیا کے سامنے لائیں۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے آنے کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں ہیں - کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں"۔ (الوصیت ص ۹)

واقعات گواہ ہیں۔ جماعت احمدیہ کا موجودہ کام اور جذبہ اشاعت اسلام خود ایک زبردست عملی شہادت ہے کہ جو حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی مظہر ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ اس جماعت کو اللہ تعالیٰ

خطبہ عید الفطر

اپنی ہمتوں کو بلند کرو اور اپنے ارادوں کو وسیع کرو تا ہر روز تمہارے لئے روزِ عید ہو

یاد رکھو کہ کوئی عید بغیر قربانی کے حاصل نہیں ہو سکتی

آج سے اکتیس برس پیشتر مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۲۵ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل خطبہ عید الفطر مسجد اقصیٰ قادیان میں ارشاد فرمایا تھا:۔

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
آج ہم اس جگہ اس لئے جمع ہوتے ہیں کہ

عید کا دن

ہے۔ اور عید کا دن مسلمانوں کے دلوں میں خوشی اور انبساط کی لہر پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن کیا عید کے دن کی خوشی اس سبب سے ہے۔ اور اس وجہ سے ہے کہ اس دن کے آنے پر لوگوں کو کچھ مل جاتا ہے۔ کیا اس دن انعامات تقسیم ہوتے ہیں۔ کیا اس دن کوئی جاگیریں ملتی ہیں۔ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں بلکہ عام طور پر لوگوں کو اس دن کچھ نہ کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ مگر باوجود اس کے لوگ خوش ہوتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ آج خوشی کا دن ہے۔

یہ بات ہمیں دو سبق دیتی ہے۔ جن میں سے ایک تو ظاہری سبق ہے۔ اور ایک باطنی۔

ظاہری سبق

اس سے یہ پتا لگتا ہے کہ انسان کی فطرت خدا تعالیٰ نے ایسی بنائی ہے۔ کہ اگر وہ چاہے تو اپنے لئے آپ خوشی کے سامان پیدا کر سکتا ہے۔ اور اگر چاہے تو اپنے لئے غم کے سامان پیدا کر لیتا ہے۔ ہم کیوں خوش ہوتے ہیں۔ اگر ہم اس کا ظاہری جواب دینا چاہیں تو ایک ہی ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ آج خوش ہوں گے۔ اس لئے خوش ہو جاتے ہیں۔ اور اگر یہ فیصلہ کرتے کہ غمگین ہوں گے۔ تو بغیر کسی باعث اور سبب کے غمگین ہو جاتے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ اگر کوئی رونی صورت بنالے تو واقعہ میں تھوڑی دیر کے بعد رونے لگ جائے گا۔ اور اگر کوئی ہنسی کی صورت بنائے تو واقعہ میں خوش ہو جائیگا

یہ ایسی سچائی ہے کہ کوئی شخص بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ ایک شخص مجلس میں آتا ہے۔ جو دوسروں کو دیکھ کر ہنسنے لگ جاتا ہے۔ اسے یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ہنسی کا سبب کیا ہے۔ لیکن ساری مجلس کو ہنستے دیکھ کر وہ بھی ہنسنے لگ جاتا ہے۔ یہی دیکھو جب کبھی

اجتماع کے موقعہ پر دعا

کی جاتی ہے۔ تو سب لوگ آرام اور خوشی سے دعا کر رہے ہوتے ہیں کہ ایک طرف سے کسی کی چیخ نکل جاتی ہے۔ اس کے بعد چاروں طرف سے چیخیں سنائی دینے لگتی ہیں۔ اور آہ و بکا کا شور پڑ جاتا ہے۔ وہ ایک شخص ابتدا کرتا ہے کوئی وجہ اور کوئی سبب ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ برداشت نہیں کر سکتا۔ اور اس کی چیخ نکل جاتی ہے۔ لیکن جونہی اس کی چیخ نکلتی ہے اسی وقت وہ لوگ جو اپنی طبیعت کو روکے ہوئے خشیت سے دعا کر رہے ہوتے ہیں چیخیں مارنے لگ جاتے ہیں جن سے ساری مسجد گونجنے لگ جاتی ہے پھر آہستہ آہستہ سکون ہوتا جاتا ہے۔ آہ و بکاہ اور چیخ و پکار مدھم ہونے لگتی ہے کہ اتنے میں کسی اور کی چیخ نکل جاتی ہے۔ اس سے پھر ساری مجلس میں شور پڑ جاتا ہے۔ سارے کے سارے

الگ الگ دعائیں

مانگ رہے ہوتے ہیں۔ اگر امام اونچی آواز سے دعا مانگ رہا ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ اس کی دعا کے کسی حصہ سے سب پر رقت طاری ہو گئی اور سارے کے سارے بے تاب ہو کر چیخیں مارنے لگ گئے۔ مگر سب لوگ مختلف دعائیں کر رہے ہوتے ہیں۔ کوئی کہہ رہا ہوتا ہے میرا قرض اتر جائے۔ کوئی کہہ رہا ہوتا ہے مجھے نیک اولاد حاصل ہو۔ کوئی کہہ رہا ہوتا

ہے۔ ملازمت مل جائے۔ کوئی کہہ رہا ہوتا ہے مجھے ترقی مل جائے کوئی کہہ رہا ہوتا ہے مجھے یا میرے فلاں رشتہ دار کو صحت حاصل ہو جائے کوئی کہہ رہا ہوتا ہے فلاں مجھ سے ناراض ہے وہ راضی ہو جائے۔ کوئی کہہ رہا ہوتا ہے۔ میرا فلاں دشمن ہے۔ وہ تباہ ہو جائے۔ غرض ہر شخص علیحدہ علیحدہ دعا کر رہا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ نہیں کہہ سکتے کہ کسی دعا کی وجہ سے چیخیں نکل جاتی ہیں۔ بلکہ اس چیخ کی وجہ سے نکلتی ہیں جو کسی کی کسی خاص حالت میں نکل جاتی ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔ اور درست کہا ہے ؎
"افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را"
ایک رونی صورت والا انسان اگر مجلس میں آجائے۔ تو سب کی رونی صورت بن جاتی ہے اور اگر ایک ہنستا ہوا آجائے تو سارے ہنسنے لگ جاتے ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ

انسانی فطرت

میں خدا تعالیٰ نے یہ مادہ رکھا ہے کہ اگر وہ ارادہ کرے کہ غم نہیں کرونگا تو خوش ہو جاتا ہے۔ اور اگر ارادہ کرے کہ غمگین ہوں گا۔ تو غمگین ہو جاتا ہے۔ بغیر کسی اس قسم کی بات کے کہ اسے انعام ملا ہو یا جاگیر ملی ہو یا کامیابی ہوئی ہو۔ وہ کہتا ہے کہ میں خوش ہونگا اور وہ خوش ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بغیر اس کے کہ اس کا کوئی عزیز مرا ہو۔ یا اسے کوئی ناکامی ہوئی ہو یا کوئی اور صدمہ پہنچا ہو۔ وہ کہتا ہے کہ میں غمگین ہونگا اور فوراً اس کا دل غم سے بھر جاتا ہے۔ اور بہت دفعہ اس کے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ بائیبل میں آیا ہے۔ اور گو اس میں غلطی بھی ہے مگر ایک حد تک سچ بھی ہے کہ خدا نے چاہا

کہ انسان کو اپنی شکل پر پیدا کرے۔ اور اس میں شک نہیں کہ انسان میں بعض ایسی طاقتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کی طاقتوں سے ملتی ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی طاقت ہے کہ یفعل ما یشاء اس کے ماتحت انسان جب کہتا ہے کہ آج میں خوش ہوں گا۔ تو وہ خوش ہو جاتا ہے بغیر کسی سامان خوشی کے۔ اسی طرح جب وہ کہتا ہے کہ آج میں غمگین ہوں گا تو بغیر کسی غم کی وجہ کے غمگین ہو جاتا ہے۔ غرض جیسا وہ ارادہ کرتا ہے۔ اس کے ماتحت

ارد گرد کے حالات

کو بدل دیتا ہے۔ اگر وہ خوش ہونے کا ارادہ کرتا ہے تو جو میں خوشی ہی خوشی اسے نظر آتی ہے۔ ایسی حالت میں اگر وہ کوئی جنازہ بھی دیکھتا ہے تو خیال کر لیتا ہے نا معلوم یہ بیچارہ کس مصیبت میں پھنسا ہوا ہوگا۔ اب اس پر خدا کا فضل ہو گیا کہ دنیا کے مصائب سے چھٹ گیا۔ اس طرح وہ اس نظارہ پر بھی خوش ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی کو بیمار دیکھتا ہے۔ تو کہتا ہے ممکن ہے اس نے اس سے بھی زیادہ سخت بیمار ہونا ہو کہ خدا نے اس پر فضل کر کے اس بیماری میں مبتلا کیا۔ یا وہ یہ خیال کر لیتا ہے کہ یہ کوئی ایسی سخت بیماری نہیں ہے۔ اس سے بھی زیادہ خطرناک بیماریوں میں لوگ مبتلا ہوتے ہیں یا یہ سمجھ لیتا ہے کہ اس بیمار کا تو علاج کرانے والے موجود ہیں۔ کئی ایسے بھی بیمار ہوتے ہیں جنہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ غرض ایسی صورت میں طبیعت کئی قسم کے بہانے نکال لیتی ہے اور انسان

ہر ایک بات پر خوش

ہو جاتا ہے۔ غرض ارادہ کے ساتھ انسان

اپنی کیفیت کو بدل دیتا ہے اور نہ صرف کیفیت کو بدل دیتا ہے۔ بلکہ گردوپیش کے حالات کو بھی بدل دیتا ہے۔ وہی حالات جو دوسروں کو خوش کر رہے ہوتے ہیں۔ غمگین ہونے کا ارادہ کرنے والے کو غمگین بنا دیتے ہیں۔ اور وہی حالات جو دوسروں کو غمگین کرنیوالے ہوتے ہیں۔ خوش ہونے کا ارادہ کرنے والے کو خوش کرنے کا باعث بن جاتے ہیں۔ پس ہم کو اس سے جو عظیم الشان سبق ملتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ

ہماری جنت اور ہمارا دوزخ

ہمارے اپنے اختیار میں ہے۔ ہم چاہیں تو اپنے لئے جنت بنالیں اور چاہیں تو اپنے لئے دوزخ تجویز کرلیں۔ خدا تعالےٰ نے ہمارے دل میں یہ طاقت رکھدی ہے۔ کہ ہم جب چاہیں دوزخ تیار کرلیں۔ اور جب چاہیں جنت بنالیں۔ یہی وجہ ہے کہ کئی بار قرآن کریم میں یہ بیان ہوا ہے۔ کہ جنت اور دوزخ انسان اپنے اعمال سے تیار کرتا ہے۔ یہ بات ہمیں دنیا کی ہر چیز میں نظر آتی ہے۔ پس یاد رکھنا چاہیئے کہ

اگر ہم کامیاب ہونا چاہتے ہیں

تو ہماری کامیابی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہماری ہمتیں بلند۔ ہمارے حوصلے وسیع ہمارے ارادے عظیم الشان ہوں۔ کیونکہ کوئی قوم جو عظیم الشان امید نہایت وسیع امنگ اور اپنے آپ پر پورا بھروسہ نہیں رکھتی۔ وہ کامیاب نہیں ہوا کرتی۔ وہ قوم جو اپنے دل میں اپنی ناکامی یا موت کا فیصلہ کر لیتی ہے۔ وہ ظاہر میں کبھی غالب نہیں ہوسکتی خواہ وہ کتنی ہی بہادر۔ کتنی ہی جری اور کتنی ہی زبردست کیوں نہ ہو۔ برخلاف اس کے وہ قوم جو اپنے دل میں فیصلہ کرلیتی ہے کہ مجھے دنیا میں غالب ہونا ہے۔ وہ ضرور غالب ہو کر رہتی ہے۔ خواہ بظاہر کتنی ہی کمزور کتنی ہی قلیل اور کتنی ہی ادنےٰ حالت میں ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے بار بار اس طرف توجہ دلائی ہے کہ ہمارا

ایمان خوف اور رجاء کے درمیان ہو

یعنی ایک طرف اگر ہمیں ہر وقت یہ امید ہو کہ ہم دنیا میں غالب ہو کر رہیں گے۔ تو دوسری طرف خوف بھی ہو۔ مگر یہ خوف امید کو کاٹنے والا نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو رجاء کے ساتھ جمع نہ ہو سکتا۔ کیونکہ متناقض جمع نہیں ہو سکتے۔ جو چیز دوسری کو کاٹ دیتی ہے۔ ان دونوں کو اگر جمع کیا جائے۔ تو دونوں تباہ ہو جاتی ہیں۔ اگر کسی شخص کے پاس ایک روپیہ ہے اور اس نے ایک روپیہ کسی کو دینا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کے پاس کچھ نہیں ہے اسی طرح اگر ایک ہی درجہ کا خوف اور ایک ہی درجہ کی امید ایمان کے لئے ہوتی۔ تو اس کا یہ مطلب ہوتا۔ کہ کچھ نہ ہوتا۔ اسلئے جب یہ کہا جاتا ہے کہ ایمان خوف اور رجاء کے درمیان ہو۔ تو اس کے یہ معنے ہوئے کہ یہاں وہ خوف مراد ہے۔ جو رجاء کے مطابق ہے۔ خوف دو قسم کا ہے ایک وہ جو امید کے خلاف ہے۔ یہ جتنا بڑھتا جاتا ہے۔ امید مٹتی جاتی ہے۔ لیکن دوسرا خوف رجاء کے مؤید ہوتا ہے۔ یعنی یہ کہ ایسا نہ ہو۔ ہم یہ کام نہ کر سکیں۔ یہ خوف ہمت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ اور اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ ہم نہیں جیتیں گے۔ بلکہ یہ ہوتے ہیں کہ ایسا نہ ہو ہماری کسی کمزوری کی وجہ سے کامیابی میں نقص آجائے۔ اور جب امید حوصلہ کو بلند کرتی ہے۔ قربانیوں پر آمادہ کرتی ہے۔ اور آگے قدم بڑھانے کی ہمت دلاتی ہے۔ تو یہ خوف شر کے دروازے بند کرنے اور فتنوں کے دبانے کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اور ان کے اندر ایسی ہوشیاری پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے کوئی چور اس کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ جب کسی قوم کی ایسی حالت ہو تو وہ ضرور کامیاب ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیشہ مایوسی کو نہایت ناپسند کرتے تھے اور قرآن کریم نے اسے کفر قرار دیا ہے۔ چنانچہ آتا ہے:۔ لا تایئسوا من روح اللہ۔ انہ لا یایئس من روح اللہ الا القوم الکٰفرون (۱۲ - ۸۸)

مایوس ہونا کافروں کا کام ہے

کیونکہ مایوسی کسی وقت ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی اور جو مایوس ہوا۔ وہ کافر ہو گیا۔ کیونکہ ہو نہیں سکتا کہ ایک شخص خدا تعالےٰ پر ایمان لائے۔ اسکے وعدوں پر بھروسہ رکھے اور پھر مایوس ہو۔ پس جو جماعت خدا تعالےٰ کے فرستادہ نے کھڑی کی ہو۔ اس کے افراد کا فرض ہے اور اولین فرض ہے کہ ایک منٹ کے لئے بھی مایوسی کو اپنے پاس نہ آنے دیں ان کے دل میں خوف ہو۔ وہ چوکس ہوں۔ انہیں یقین ہو کہ شیطان ان پر حملہ کرے گا۔ کیونکہ وہی اس کے حقیقی دشمن ہیں اور حملہ ہمیشہ دشمن پر ہی کیا جاتا ہے۔ پس دنیا میں اگر کسی جماعت کے لئے

شیطان کے حملہ کا خوف

ہے۔ تو وہ خدا کے فرستادہ کی جماعت ہے۔ اللہ کے نبیوں اس کے ماموروں اور اس کے رسولوں کی جماعت ہے۔ اس وجہ سے سب سے زیادہ خوف کی وجہ اگر موجود ہوتی ہے تو اسی جماعت کے لئے جسے خدا نے کھڑا کیا ہو۔ لیکن باوجود اس خوف کے مومنین کی جماعت میں مایوسی کبھی نہیں آسکتی۔ کیونکہ

ایمان اور مایوسی ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے

میں یہ نہیں کہتا کہ مومن کو کوئی غم نہیں ہوتا۔ مگر میں یہ کہتا ہوں کہ مومن کو کوئی ایسا غم نہیں ہوتا۔ جو اسے مایوس اور افسردہ بنادے وہ غم میں بھی لذت محسوس کرتا ہے۔ اور ایسی لذت محسوس کرتا ہے کہ کسی خوشی کے لئے اسے چھوڑنے کے واسطے تیار نہیں ہو سکتا کیا ایک باپ جو اس فکر اور غم میں ہو کہ اس کا بچہ اعلےٰ تعلیم حاصل کرے اسے کوئی کہے کہ اس فکر کو اپنے دل سے نکالدو اور اس غم کے بوجھ سے اپنے دل کو ہلکا کرلو تو وہ اس کے لئے تیار ہوگا۔ کوئی باپ اس بات کو پسند نہیں کرے گا۔ کیونکہ اس کلفت اور فکر میں ہی اس کے لئے ایسی لذت رکھی گئی ہے۔ جو خوشیوں سے بڑھ کر ہے۔

غرض۔

مؤمن کا غم

بھی ایسا غم ہوتا ہے۔ اور اس میں ایسی لذت اور ایسا سرور ہوتا ہے کہ وہ اس غم کو بھی چھوڑنا پسند نہیں کرتا۔ وہ غم ہوتا ہے اور اتنا بڑا غم ہوتا ہے کہ قریب ہے غمگین کی کمر توڑ دے۔ مگر باوجود اس کے اس غم کے ساتھ ایسی لذت بھی ہوتی ہے۔ جس کی قیمت دنیا کی کوئی خوشی نہیں ہو سکتی۔ جس طرح ڈوبتے کو بچانے کی کوشش کرنے والا جانتا ہے کہ شاید میں بھی ڈوب جاؤں۔ مگر باوجود اس خوف کے وہ اس کام میں خوشی کی لہر محسوس کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ ایک کام ہے جو میں اپنی زندگی میں کر رہا ہوں۔ اور یہ مخلوق خدا کی خدمت ہے۔ جو میں ادا کر رہا ہوں۔

اسی طرح

ایک سپاہی جو اپنے ملک کی خاطر جان دیتا ہے

اس کی حالت ہوتی ہے۔ جان دینا کوئی معمولی بات نہیں۔ انسان تو انسان حیوان اور ادنیٰ سے ادنیٰ حیوان اور مکھی اور چیونٹی بھی پسند نہیں کرتی کہ ہلاک ہو جائے مگر ایک سپاہی خوشی خوشی جان دے دیتا ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جان دینے میں اسے غم اور صدمہ نہیں ہوتا۔ ہوتا ہے مگر جب وہ وطن کے لئے لڑتا ہے تو اس میں خوشی بھی محسوس کرتا ہے۔ اور ہر سپاہی میدان جنگ میں اسلئے جان نہیں دیتا کہ اس کے لئے مجبور ہوتا ہے بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ جب کہا جاتا ہے کہ فلاں خطرناک موقعہ پر کون کون جانا چاہتا ہے۔

اس وقت بہت لوگ اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ ان کے متعلق کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ انہیں اپنی جان عزیز نہیں ہوتی۔ انہیں بیوی بچوں سے محبت نہیں ہوتی۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ ۹۹ فی صدی امکان موت کا ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ ان کے بیوی بچوں کا کوئی خبرگیر نہ ہوگا۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارے بوڑھے ماں باپ کو پانی تک پلانے والا کوئی نہ ہوگا۔ مگر باوجود اس کے وہ جاتے ہیں۔ اور اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں۔ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ ان کے لئے جو ان کے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ مگر وہ خوش ہوتے ہیں کہ انہوں نے اپنے ملک کی خاطر جان دی۔

میں نے ولایت میں شاہی نمائش میں

جنگ کا ایک نقشہ

دیکھا۔ جو سرکاری طور پر دکھایا گیا تھا۔ ایک جگہ جرمنوں کا بحری بیڑہ خطرناک حملہ کرتا تھا۔ جہاں اس نے سینکڑوں جہاز برطانیہ اور فرانس کے غرق کر دیئے۔ جب نقصان حد سے زیادہ بڑھ گیا۔ تو انگریز امیر البحر نے فیصلہ کیا۔ کہ خواہ کچھ ہو۔ اسے فتح کرنا چاہیئے مگر وہ مقام فتح نہیں کیا جا سکتا تھا۔ جب تک کچھ جہازوں کے ساتھ کچھ جانیں بھی ضائع نہ ہوں۔ اس وقت بحری فوج میں اعلان کیا گیا۔ کہ کون کون لوگ اس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ اس پر سب بحری فوج نے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ اس میں سے کچھ آدمی چنے گئے۔ ان کا کام یہ تھا۔ کہ اس مقام پر جا کر اپنے اپنے جہاز کو غرق کر کے وہ راستہ بند کر دیں۔ جہاں سے نکل کر جرمن جہاز حملہ کرتے تھے۔ ادھر جرمن بھی سوئے ہوئے نہ تھے۔ ان کے پہرے مقرر تھے۔ اس لئے یہ تجویز کی گئی۔ کہ انگریزی بیڑہ ایک اور طرف حملہ کرے۔ اور جب جرمن بیڑہ کی ادھر توجہ ہو۔ تو ادھر سے انگریزی جہاز گھس جائیں۔ یہ اسّی میل کی دیوار بنی ہوئی تھی۔ اس کے سرے کو توڑنے کی کوشش کی جانی تھی۔ اس کے لئے ایک ایسا جہاز تیار کیا گیا۔ جس کے لئے سب سے زیادہ یقینی موت تھی۔ اس میں کام کرنے کے لئے پھر خاص طور پر آدمی چنے گئے۔ ان میں ایک سپاہی نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ جس کی عمر ۱۷ سال کی تھی۔ اس کا دوسرا بھائی افسر تھا۔ اس نے کہا۔ میں قواعد کے لحاظ سے اپنے آپ کو پیش تو نہیں کر سکتا۔ مگر میں یہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ ہماری بوڑھی ماں ہے۔ اگر میرا چھوٹا بھائی اس مہم میں چلا گیا۔ تو وہ خیال کرے گی۔ کہ چھوٹے بھائی کی اس نے کچھ مدد نہ کی۔ اس لئے مجھے بھی اس کام میں حصہ لینے کی اجازت دی جائے۔ تاکہ میں اپنے بھائی کو بچانے کی کوشش کروں۔ اسے اجازت دی گئی۔ اس کے بعد ان کا ایک ماموں زاد بھائی تھا۔ اس نے کہا۔ مجھے ان دونوں کو بچانے کی اجازت دی جائے۔ اسے بھی اجازت مل گئی۔ آخر وہ جہاز گیا۔ اس وقت کا سارا نظارہ دکھایا گیا۔ خدا کی قدرت وہ تینوں ہی بچ گئے۔ اور راستہ بند کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے۔

اس قسم کی کیفیات جو پیدا ہوتی ہیں۔ ان کے متعلق ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ ان میں

لذت بھی ہوتی ہے اور رنج بھی

اس شخص کی کیفیت جس نے کہا۔ کہ میرا چھوٹا بھائی جاتا ہے۔ مجھے بھی جانے دیا جائے ورنہ میری ماں مجھ پر افسوس کرے گی۔ جہاں غم پیدا کرتی تھی۔ کہ یہ ایسا موقع ہے۔ جہاں قریباً یقینی موت ہے۔ وہاں خوشی بھی پیدا کرتی تھی۔ کہ میں اپنے فرض کو ادا کرنے جا رہا ہوں۔ اور میں اپنے بھائی کو بچانے کے لئے آخری کوشش جو کر سکتا تھا، اس سے میں نے دریغ نہیں کیا۔ پس کامیابیوں اور فتوحات کے ساتھ جو غم اور تکالیف ہوتی ہیں۔ ان میں بھی لذت ہوتی ہے۔ اور وہ قوم جو خدا کی ہو جاتی ہے۔ وہ بھی غموں میں مبتلا ہوتی ہے۔ بلکہ دوسروں سے بہت زیادہ مبتلا ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی اسے بہت بڑی خوشی اور فرحت بھی ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے۔ لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین۔ تجھے دنیا کے کفر پر اتنا غم ہے۔ کہ قریب ہے تو اس غم سے ہلاک ہو جائے۔ گویا خدا تعالیٰ غم کو چھری تصور کر کے فرماتا ہے۔ کہ وہ کاٹتے کاٹتے گردن کے پچھلے چمڑے تک چلی گئی ہے۔ لیکن کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساری دنیا کی بادشاہت دے کر کہا جاتا۔ کہ آپ اس غم کو جانے دیں۔ تو آپ اسے تسلیم کر لیتے۔ ہرگز نہیں۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو اس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت غصہ آتا۔ تو

مومنوں کے غم اپنے اندر خوشیاں رکھتے ہیں

ان کے غم اتنے بڑے ہوتے ہیں۔ کہ اگر ساری دنیا کے کافروں کے غم بھی جمع کئے جائیں۔ تو ان کے غم کے برابر نہیں ہو سکتے۔ مگر وہ غم مزیدار بھی ایسے ہوتے ہیں۔ کہ اگر ساری دنیا کی خوشیاں جمع کر کے دیدی جائیں۔ تو بھی وہ ان غموں کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ دیکھتے ہیں۔ کہ اس غم کی وجہ سے وہ اپنے محبوب کے قریب ہوتے اور اس کی رضا حاصل کرتے ہیں۔ غم کی گھڑی میں ان کے آنسو کا قطرہ وہ دریا ہوتا ہے۔ جس میں وہ کشتی چلتی ہے۔ جو انہیں خدا تعالیٰ تک پہنچا دیتی ہے۔ اور ان کا غم جو خون خشک کر دیتا ہے۔ ان سمندروں کو سکھا دیتا ہے۔ جو انسان اور خدا تعالیٰ کے درمیان حائل ہوتا ہے۔ پس غم مومن کو ہوتا ہے۔ اور جب میں یہ کہتا ہوں۔ کہ مومن افسردہ نہیں ہوتا۔ تو اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ اسے غم نہیں ہوتا۔ جو شخص غم نہیں کرتا۔ میں اسے مومن ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ مومن وہی ہے۔ جس کا دل غمگین اور فکرمند ہو۔ اور جتنا کوئی بڑا مومن ہوگا۔ اتنا ہی زیادہ غمگین ہوگا۔ مگر باوجود اس کے

مومن کبھی افسردہ نہیں ہوتا

کبھی ہمت نہیں ہارتا۔ اس کے چہرہ پر کبھی مردنی نہیں چھاتی۔ وہ کبھی ہتھیار نہیں ڈالتا۔ اور جب سب سے زیادہ خطرہ کا وقت ہوتا ہے۔ اس وقت سب سے زیادہ ہوشیار اور سب سے زیادہ عقلمند ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کے اندر ایسی قوت پیدا کی ہوتی ہے۔ کہ وہ ایک منٹ کے لئے بھی نہیں سمجھتا کہ میں پس جاؤں گا۔ اور خواہ

غموں کے پہاڑ

بھی اس کے سامنے کھڑے ہو جائیں پھر بھی اس کی قوت کے سامنے حقیر ہوتے ہیں۔ پس عید ہم کو یہ سبق دیتی ہے۔ کہ ایک مسلم کا رویہ کیا ہونا چاہیئے۔ یا یوں کہنا چاہیئے۔ کہ عید ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ خوشی کا پیدا کرنا انسان کے اپنے اختیار میں ہے۔ اور جو قوم مشکلات اور تکالیف کی وجہ سے مایوس ہو جاتی ہے۔ وہ کافروں میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی مدد سے محروم ہو جاتی ہے۔ لیکن جس طرح ہر شخص عید کے دن خوش ہوتا ہے۔ اسی طرح ہم جو

خدا تعالےٰ کے ایک مرسل کی جماعت

ہیں۔ یہ کہیں کہ مرسل کے زمانہ میں ہم خوش ہی رہیں گے۔ اور کبھی اور کسی حالت میں ہمت نہ ہاریں گے۔ تو جس طرح آج خوش ہو گئے ہیں۔ اس سے بہت زیادہ خوشیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ اور جس طرح آج عید کے دن ہماری طبیعت خوشی کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ اور اگر کوئی غم کی بات ہو بھی تو کہدیتے ہیں۔ اس میں بھی کوئی حکمت اور فائدہ ہے۔ اسی طرح اگر ہم اپنے لئے حقیقی عید پیدا کر لیں۔ اور ہر تکلیف اور ہر مصیبت جو آئے۔ اس کے متعلق کہیں کہ

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیرِ آں گنجِ کرم بنہادہ است

تو کوئی مصیبت مصیبت نہیں رہ سکتی۔ پس میں آج اپنے دوستوں کو اسی امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ عید بنانا ہمارے اختیار میں ہے۔ جب ہم چاہیں عید بنا سکتے ہیں۔ کیونکہ عید ہمارے قلب میں پیدا ہوتی ہے۔ اور اگر ہم فیصلہ کر لیں۔ کہ

ہر روز عید

ہی رکھیں گے۔ تو کوئی طاقت نہیں جو ہمارے اس فیصلہ کو مٹا سکے۔ کیونکہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیں عید دی گئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی دی ہوئی چیز میں اتنی طاقت ہوتی ہے۔ کہ کوئی طاقت اسے مٹا نہیں سکتی۔ پس جبکہ ہم نے خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل کو قبول کیا ہے اور اس کے اتباع میں داخل ہوئے ہیں۔ اور جبکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس کی معرفت سے ہمیں عظیم الشان کامیابیاں حاصل ہو چکی ہیں۔ تو پھر کوئی طاقت نہیں جو ہمیں پیس سکے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے دل غمگین ہو سکیں۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ آئندہ مشکلات نہیں ہوں گی۔

مشکلات ہوں گی

اور اس سے زیادہ ہوں گی۔ جتنی اب تک ہو چکی ہیں۔ اور جتنی اب تک قربانیاں کی گئی ہیں۔ اس سے بہت زیادہ آئندہ کرنی پڑیں گی۔ لیکن جس طرح باوجود اس کے کہ عید کے دن روپیہ خرچ کرنا عید کی خوشی کو زائل نہیں کر دیتا۔ اسی طرح کوئی وجہ نہیں کہ غم اور مشکلات اور تکالیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کو ہمارے لئے عید کا زمانہ نہ رہنے دیں۔ اگر ہم عید کے طور پر اس زمانہ کو منانا چاہیں تو کوئی نہیں جو ہمیں اس سے روک سکے۔ پس میں دوستوں کو کہتا ہوں۔ کہ اس عید کے منانے کے لئے اپنے دل میں فیصلہ کر لو۔ اور جب تم یہ فیصلہ کر لو گے۔ کہ

ہم مسیح موعود کے زمانہ کو عید کی طرح منائیں گے

تو پھر تم دیکھو گے۔ کہ آج جو مشکلات تمہیں گھبرا دیتی ہیں۔ اس ارادہ کے بعد نہیں گھبرائیں گی۔ اور وہ فکر اور غم جو اب تمہیں ڈراتے ہیں۔ وہ اس ارادہ کے بعد نہیں ڈرائیں گے اور وہ مشکلات جو پہاڑوں کی مانند نظر آتی ہیں۔ اس ارادہ کے بعد تنکہ کے برابر بھی حقیقت نہ رکھیں گی۔

دوسرا سبق ہمیں عید سے یہ ملتا ہے۔ کہ کوئی عید بغیر قربانی کے نہیں حاصل ہو سکتی۔ اگر ہم علاوہ اس وجہ کے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔

کہ ہم خوش ہونا چاہتے ہیں۔ پہ دیکھیں کہ

خدا نے عید کیوں مقرر کی ہے

تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب ہم خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت کھانا پینا چھوڑتے ہیں تو اس کے بعد عید بھی آتی ہے گویا ظاہری عید نفس کی طرف سے آتی ہے اور اس عید خدا تعالےٰ کی طرف سے آتی ہے اور وہ قربانیوں کے بعد آتی ہے۔ پس اگر تم حقیقی عید دیکھنا چاہتے ہو تو اس کے لئے ایک ہی رستہ ہے کہ سچی قربانیاں کرو۔ خدا تعالےٰ کے دین کی خدمت اس کے کلمہ کے اعلاء کے لئے اس کی طرف سے جو صداقت آئی ہے اس کے پھیلانے کے لئے اپنی جان اپنے مال اپنے اوقات۔ اپنے علوم۔ اپنے خیالات۔ اپنی امنگوں اپنے رشتہ داروں۔ اپنے قریبیوں اپنے نفوس کو قربان کرنا چاہیئے کیونکہ

بغیر قربانی کے کوئی عید نہیں

اور جتنی بڑی قربانی ہو اتنی ہی بڑی عید ہوتی ہے۔ دیکھو جو لڑکا پانچ سال قربانی کرتا ہے اس کے لئے پرائمری کی عید ہوتی ہے اور جو دس سال قربانی کرتا ہے اس کے لئے انٹرنس کی۔ اور جو چودہ سال قربانی کرتا ہے اس کے لئے بی۔ اے کی عید ہوتی ہے۔ پس جتنی بڑی قربانی ہو اتنی ہی بڑی عید ہوتی ہے۔ تمہیں بھی چاہیئے کہ اس بڑی عید کے لئے پوری تیاری کریں۔ اپنے مال اپنے نفوس غرض اپنی ہر ایک چیز کو خدا ہی کی سمجھیں اور سمجھیں کیا۔ پہلے ہی جو کچھ ہے خدا کا ہے ہم جب یہ کہیں گے کہ

ہمارا سب کچھ خدا کیلئے ہے

تو یہ صرف صداقت کا اقرار ہوگا یہ کوئی نئی قربانی نہ ہوگی بلکہ ایک جھوٹ کو چھوڑنا ہوگا کیونکہ جب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مال ہمارا ہے تو وہ ہمارا نہ تھا بلکہ خدا ہی کا تھا۔ کیونکہ اسی کی طرف سے ملا تھا۔ مگر ہم احسان فراموش تھے۔ جو دینے والے کو بھول گئے تھے اور جب یہ کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ خدا ہی کا ہے تو اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اسی نے دیا ہے اور یہ کوئی قربانی نہیں۔ بلکہ جھوٹ کو چھوڑ کر سچ کو اختیار کرنا ہے۔ پس میں جہاں اپنی جماعت کو اس بڑی عید کی طرف توجہ دلاتا ہوں وہاں یہ بھی کہتا ہوں کہ اس کے لئے

بڑی بڑی قربانیاں

بھی کرنی چاہئیں۔ مجھے بڑا تعجب آتا ہے جب میں سنتا ہوں کہ جماعت پر بوجھ بہت بڑھ گیا ہے بڑی قربانیاں ہوگئی ہیں۔ کیونکہ جو کچھ ہونا چاہیئے تھا میرے نزدیک اس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہوا۔ دیکھو اگر ایک کمزور اور نحیف آدمی کو اٹھا کر چارپائی پر بھی بٹھایا جائے گا تو وہ کہے گا میں تھک گیا ہوں مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہوگا کہ اس نے کوئی بڑا کام کیا ہے۔ اسی طرح جب کہا جاتا ہے کہ بڑی قربانیاں ہوگئی ہیں تو میں یہ کہنے کو تیار ہوں کہ یہ کہنے والے تھک گئے ہیں مگر یہ نہیں کہہ سکتا کہ انہوں نے کوئی بڑا کام بھی کیا ہے اور انہیں تھکنے کا حق بھی تھا۔ بے شک وہ تھکان محسوس کرتے ہیں مگر بوجہ اپنی کمزوری اور کم ہمتی کے نہ کہ بوجہ کام کے اور اس وجہ سے تھکنے والوں کو کام دینے والا چھوڑ نہیں سکتا۔ بیمار کا یہ کام نہیں کہ اپنی کمزوری کو پیش کر کے کام کرنے سے جی چرائے بلکہ اس کا کام ہے کہ بیماری کا علاج کرائے۔ پس یہ ایک وسوسہ ہے جو بعض لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوگیا ہے کہ انہوں نے قربانی کی ہے۔ ہرگز انہوں نے کوئی ایسی قربانی نہیں کی جسے قربانی کہا جا سکے۔ اگر تم حقیقی عید حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کے لئے ایسی قربانیاں کرو جن کی نظیر نہ مل سکتی ہو۔ تمہارا کام شیطان کو کچلنا ہے اور ایسے زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالےٰ نے مبعوث کیا ہے جبکہ تمام دنیا کے لوگوں کے دلوں پر شیطان نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اپنے نفوس کو اس قربانی کے لئے تیار کرو جس کی نظیر پہلے نہیں مل سکتی اور جس کے بغیر حقیقی عید نہیں حاصل ہو سکتی۔ خدا تعالےٰ ہمارے لئے اپنے فضل سے دونوں عیدیں دکھائے۔ وہ عید بھی جو اپنے نفسوں سے پیدا ہوتی ہے اور وہ بھی جو خدا تعالےٰ کی طرف سے آتی ہے۔

(الفضل ۵ مئی ۱۹۲۵ء)

محلہ دارالیمن ربوہ میں درس قرآن

نظارت ہذا میں رپورٹ موصول ہوئی ہے کہ محلہ دارالیمن ربوہ میں مقامی لجنہ اماء اللہ کے انتظام کے ماتحت مکرم خلیفہ صلاح الدین صاحب کی اہلیہ جو صدر لجنہ ہیں۔ نے قرآن کریم کا درس ختم کیا ہے۔ تیس کے قریب مستورات کی حاضری رہی ہے۔ یہ امر خوشکن ہے۔

لمثل ھٰذا فلیعمل العاملون

نظارت ہذا بطور اظہار خوشنودی یہ نوٹ شائع کرتی ہے تاکہ دوسری لجنات کو تحریک ہو۔

ناظر رشد و اصلاح ربوہ

نوٹس

(۱) ایسے امیدواروں کی طرف سے جو ملتان ڈویژن میں لیہ کے مقام پر پاکستانی طرز کا ریفریشمنٹ روم چلانے کے خواہشمند ہوں۔ درخواستیں مطلوب ہیں۔ یہ درخواستیں اس دفتر میں بذریعہ رجسٹری زیادہ سے زیادہ ۲۲ مئی ۱۹۵۶ء تک پہنچ جانی چاہئیں صرف ایسے ایسے اہل اور تربیت یافتہ افراد یا فرمیں درخواست دیں جو

(ا) ہوٹلوں کے کام سے متعلق چلے آ رہے ہوں۔

(ب) جو اس امر کی تسلی بخش شہادت دے سکتے ہوں کہ مسافروں کی نہایت مستعدی سے خدمت کرنے کے سلسلہ میں ان کے پاس مالی اور دیگر وسائل موجود ہیں۔

(ج) اور وہ پوری ذمہ داری سے یہ وعدہ کر سکتے ہوں کہ وہ خود یا اپنے انتظامی عملے کی معرفت کاروبار چلائیں گے اور منافع خوری کے پیش نظر ٹھیکہ کو کسی اور کے ہاتھ فروخت کر کے محض درمیانی واسطے کے طور پر کام نہیں کریں گے۔ یا

(د) وہ لوگ درخواست دیں جو پہلے ہی سے نارتھ ویسٹرن ریلوے کے کسی اسٹیشن پر اس واضح شرط کے تحت پھیری اور کھانے وغیرہ کے انتظام کے ٹھیکے چلا رہے ہوں کہ یہ ٹھیکہ ملنے پر انہیں موجودہ ٹھیکہ سے دست بردار ہونا پڑے گا۔

نوٹ:۔ اس صورت میں کہ درخواست کنندہ کوئی فرم یا کمپنی ہو اس فرم یا کمپنی کا رجسٹرار آف فرمز پنجاب لاہور کے ہاں باقاعدہ رجسٹر ہونا ضروری ہے۔ رجسٹرار آف فرمز۔ لاہور کی طرف سے جاری کردہ پارٹنرشپ ڈیڈ فارم (اے) اور رجسٹریشن فارم (سی) کی مصدقہ نقول درخواست کے ساتھ بھیجنی چاہئیں۔

(۲) خواہ انفرادی طور پر یا حصہ داروں کی حیثیت سے مجموعی طور پر درخواست دی جائے ہر درخواست دہندہ کے والد کا نام بھی درج کیا جائے۔

(۳) علاوہ ازیں حالات و کوائف اچھے کردار اور پیشہ کے متعلق کسی مجسٹریٹ درجہ اول کا اصل سرٹیفیکیٹ یا اس کی مصدقہ نقل بھی درخواست کے ساتھ آنی چاہیئے۔

(ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے ملتان)

تشریف لائیے آپ کی ضرورت کی اشیاء ہمارے جنرل سٹور سے بارعایت مل سکتی ہیں۔ **ملک حجی برادرز گول بازار ربوہ**

جو دوست سندھ ڈویجیٹبل آئل اینڈ الائیڈ پراڈکس کمپنی لمیٹڈ کے حصص فروخت کرنا چاہیں وہ خاکسار سے خط و کتابت کریں

وکیل التجارت تحریک جدید ربوہ

خارش اور بالچر کا شرطیہ علاج

یہ دوائی خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے دھدر - بالچر - لوط اور خارش ہر قسم کے لئے سو فی صدی کامیاب ثابت ہوئی ہے
مکمل کورس ایک روپیہ چار آنے علاوہ محصولڈاک

المشتہر **حکیم عبدالعزیز، قاضی نذر محمد خادم**
دواخانہ طب جدید چک چھٹہ ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ

قدیمی، اوّلین، شہرہ آفاق

حبّ اٹھرا رجسٹرڈ

قیمت فی تولہ ۱/۸ مکمل خوراک گیارہ تولہ ۱۲/۴ روپے

نرینہ اولاد گولیاں

مکمل کورس نو روپے ۹/-/-
ہر مرض کی دوا حالات آنے پر روانہ کی جاتی ہے

حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ

حکیم ڈاکٹر

بن کر ملک و قوم کی خدمت کیجئے
باعزّت پیشہ اختیار کیجئے
گھر بیٹھے تعلیم حاصل کر کے پراسپکٹس مُفت

اتحاد میڈیکل کارپوریشن رجسٹرڈ
پارکر آباد ضلع شیخوپورہ

مندرجہ ذیل کتب مفت

حاصل کرنے کی ترکیب ڈیڑھ آنے کے ٹکٹ بھجوا کر طلب فرمائیں:- تحفہ بغداد - سیر الخلافہ استغفار - الحق دہلی - الحق لدھیانہ - کرامات الصادقین

کراچی بکڈپو ۸۲ گولی مار کراچی

اوقات موسم گرما دی یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس سرگودھا

لاہور سرگودھا	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
روٹ	پہلی سروس	دوسری سروس	تیسری سروس	چوتھی سروس	پانچویں سروس	چھٹی سروس	ساتویں سروس	آٹھویں سروس	نویں سروس	دسویں سروس
روانگی از سرگودھا	۳½	۴½	۵½	۶½	۷½	۸¾	۱۰	۱۱½	۱۳	۱۴½
آمد لاہور	۸½	۹½	۱۰½	۱۱½	۱۲½	۱¾	۱۵	۱۶½	۱۸	۱۹½
روانگی از لاہور	۳½	۵	۶½	۸	۹½	۱۰½	۱۲	۱۳½	۱۵	۱۶
آمد سرگودھا	۸½	۱۰	۱۱½	۱۳	۱۴½	۱۵½	۱۷	۱۸½	۲۰	۲۱

از سرگودھا تا گوجرانوالہ			از گوجرانوالہ تا سرگودھا		
پہلی سروس	دوسری سروس	تیسری سروس	پہلی سروس	دوسری سروس	تیسری سروس
۵¾	۱۰½	۱۵¼	۵¾	۱۰½	۱۵¼

(جنرل مینیجر)

علاقہ تھل میں زرعی اراضی برائے فروخت

کافی مقدار میں زرعی اراضی کے مربعہ جات جو بیرون بلاک ہیں بہت جلد فروخت کئے جا رہے ہیں۔ اراضی زرخیز اور عمدہ ہے۔ قیمت بالکل معمولی ہے۔
کاشت کار طبقہ کے لئے بہترین موقع ہے۔
خط و کتابت کے ذریعے یا خود مل کر طے کریں

پنچایت زراعت فارم لمیٹڈ کارنر و یو بلڈنگ چوک رنگ محل لاہور

اولاد نرینہ - ابتداء حمل میں اسکے استعمال سے لڑکا پیدا ہوتا ہے قیمت مکمل کورس بیس روپے • دواخانہ نورالدین جودھامل بلڈنگ لاہور

رَبِّ ھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً

"اے خدا! تیرا فضل اور تیری رحمت ہم سب پہ نازل ہو" —— یہ دعا آج کے دن ایک دو نہیں لاکھوں انسانوں کے دلوں سے نکلتی ہے یہ فضل اور رحمت صرف دعا مانگنے والوں پہ ہی نہیں، ان کے بیوی بچوں بیٹوں بیٹیوں اور والدین پر ہی نہیں، ان کے رشتہ داروں، دوستوں اور تعلق والوں پہ ہی نہیں، بلکہ سب انسانوں پہ خواہ وہ کوئی ہوں اور روئے زمین کے کسی حصہ میں آباد ہوں اس کا فضل اور اس کی رحمت نازل ہو۔ سب کو اس کی جناب سے کامل صحت اور دراز عمر عطا ہو۔ زمین پہ سب کے لئے امن، خوشحالی اور فارغبالی کا دور دورہ ہو اور ارحم الراحمین کی رحمت زمین پہ بارش کی طرح برسے۔

عید اور اس کے ساتھ آنے والی برکتیں اور سعادتیں اہل دنیا کو آج پھر نصیب ہوئی ہیں۔ ایک مہینے کے روزوں اور عبادتوں کی بدولت آج نفس کے تعمیر کردہ قید خانہ کی اونچی دیواریں زمین پہ آ گری ہیں اور انسانی ذہن تمام قسم کی بندشوں سے آزاد ہو گیا ہے۔ اور انسان کا پورا وجود خدا تعالےٰ کی حمد و ستائش اور اس کی مخلوق کی خدمت میں لگا ہوا ہے اور دلوں کی گہرائیوں سے یہ دعا نکل نکل کر آسمان کی طرف بلند ہو رہی ہے کہ "اے خدا تیری رحمت اور تیرا فضل ہم سب پہ نازل ہوئے"

آج سے تینتالیس ۴۳ سال قبل اپنے معرض وجود میں آنے کے وقت سے سادھنا اوشدھالیہ انسان کی صحت میں ترقی اس کی خوشحالی اور درازیٔ عمر کے لئے پورے استقلال اور خلوص کے ساتھ کوشاں ہے اور اسی بلند مطمح نظر پر عمل پیرا ہے۔ اس نے اپنی ہزار ہا شاخوں کے ذریعہ جو سارے پاکستان، ہندوستان اور دنیا کے دوسرے حصوں میں پھیلی ہوئی ہیں اس امر کا اہتمام کیا ہے کہ انتہائی زود اثر اور خالص آیورویدک ادویہ ہر جگہ سب کو میسر آسکیں تا کہ سب لوگ اچھی صحت اور دراز عمر کی نعمت سے مالامال ہوں۔

سادھنا اوشدھالیہ ڈھاکہ

دنیا کا سب سے بڑا آیورویدک ادارہ جس کی شاخیں اور ایجنسیاں تمام دنیا میں قائم ہیں

ادھیاکشا:- ڈاکٹر جوگس چندرا گھوش ایم۔اے آیوروید شاستری۔ ایف۔سی۔ایس (لنڈن)
ایم۔سی۔ایس (امریکہ) سابق پروفیسر آف کیمسٹری بھاگلپور کالج